قسط نمبر (۲) رشحاتِ قلم: شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

حرمین الشریفین میں میری پہلی حاضری

پینتالیس سال قبل سفر حج کے احوال و مشاہدات لکھی گئی ڈائری کے اوراق

سفر عشق کا پہلا مرحلہ : کراچی کے صبر آزما مراحل

پینتالیس سال قبل میری پہلی حرمین الشریفین حاضری کے سلسلہ میں پچھلے شمارہ میں حرمین الشریفین سے میرے بھیجے ہوئے خطوط اور جواب میں حضرت والد ماجد قدس سرہ کے والا نامے شائع ہوئے ہیں جس سے قیام حرمین کے حالات پر اجمالی روشنی پڑتی ہے۔ قارئین نے اسے بے حد پسند کیا' سفر کے دوران ایک چھوٹی سی جیبی ڈائری میں ضروری حالات روزنامچہ کی شکل میں نوٹ کرتا رہا مگر وہ ڈائری تلاش کے باوجود نہیں مل رہی تھی' پچھلے شمارہ میں سفر حج کی مراسلاتی رپورٹ پڑھ کر کسی اللہ کے بندہ کی دعا قبول ہوئی اور گمشدہ ڈائری کاغذوں کے انبار سے مل گئی اور آج الحمدللہ اس ڈائری کے نوٹس نذر قارئین کئے جا رہے ہیں۔ واضح رہے کہ اس وقت ۲۴۔۲۵ سال کے عمر میں احساسات میں نہ وہ پختگی تھی نہ تاثرات میں گہرائی جبکہ تحریر کا بھی کوئی تجربہ نہیں تھا نہ اس کی اشاعت کا تصور تھا' ڈائری کے ایک ہی صفحہ پر یاداشت کو محدود کرنا پڑتا' پینتالیس سال کے بعد اب وہ نقشے بدل گئے اصاغر' اکابر اور اکابر اپنے وقت کے آئمہ رشد و ہدایت بن گئے ہیں' وسائل انتہائی محدود اور سہولتیں عنقا تھیں مگر میں انہی نقوش اور مناظر کو تقریباً نصف صدی بعد اپنے قارئین کو دکھانا چاہتا ہوں اس لئے ڈائری میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ حک و اضافہ اور ترمیم کئے بغیر اصل شکل میں پیش ہے۔ کسی ضروری تشریح اور توضیح کو حاشیہ میں رکھا گیا ہے۔ [(مولانا) سمیع الحق]

یکم۔۲ر جنوری ۶۴ء : الحمدللہ کہ سفر سعادت کا آغاز سال کے نئے دن سے ہو رہا ہے' ہمارے اکوڑہ خٹک میں ہمیشہ سے حجاج کرام کو بڑے اہتمام سے ریلوے اسٹیشن تک جا کر رخصت کرنے کی روایت چلی آ رہی ہے حاجی کو جلوس میں اسٹیشن تک پیدل پہونچایا جاتا ہے۔ گاڑی چناب ایکسپریس کی آمد تک حضرت والد ماجد مدظلہ نے سٹیشن میں حج اور دیگر مہمات دین پر خطاب فرماتے ہیں ناچیز کو بھی ایسے ہی انداز میں سٹیشن تک لے جایا گیا۔ حضرت شیخ الحدیث اساتذہ دارالعلوم و طلبہ اراکین مدرسہ اور معززین سینکڑوں کی تعداد میں چھوڑنے گئے۔ سٹیشن میں حضرت شیخ نے وعظ فرمایا اور دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا' خاص احباب و اقارب راولپنڈی سٹیشن تک مشایعت کرنے گئے' راولپنڈی سٹیشن

پر رفیق سفر حضرت قاری سعید الرحمن صاحب بھی ساتھ ہو لئے' راستہ میں جہلم کے ساتھ گاڑی لیٹ ہوئی دوسرے دن شام کو چھ بجے کراچی پہونچے جہاں قاری صاحب کے چھوٹے بھائی احمد الرحمن صاحب اور دیگر احباب لینے کے لئے موجود تھے' کار کے ذریعہ مدرسہ نیوٹاؤن پہونچے' دیر ہوچکی تھی حضرت مولانا بنوری سے ملاقات اب کل صبح ہوگی (تفصیل والد ماجد کے نام پہلے خط میں موجود ہے)

<u>۴رجنوری ۶۴ء ' ۱۸رشعبان ۸۳ھ :</u> صبح کی نماز استاذ مصری قاری کے پیچھے ادا کی اور پھر مولانا بنوری کے درس قرآن میں شرکت ہوئی۔ 9:00 بجے مولانا بنوری نے دار التصنیف میں بلایا اور فارم وغیرہ پُر کروائے۔ اختر حسین صاحب سیکشن آفیسر وزارت داخلہ نے پاسپورٹ آفس محمد ادریس زیدی کو بھیجا اور سب آئٹم لکھ کر اس کے حوالہ کردیئے' انہوں نے سعودی عرب کے سفارتخانہ سے ویزا فارم لئے' جمعہ کی نماز مولانا بنوری کے پیچھے پڑھی' مولانا نے پُرتکلف چائے کی دعوت سے نوازا۔ دوپہر کے قریب حضرت ملا نور المشائخ کے صاحبزادے اور قندہار کے ایک پیرزادہ خواجہ آغا عبداللہ سے ملاقات رہی جو مولانا بنوری سے ملنے آئے تھے۔

<u>۵رجنوری ۶۴ء بمطابق شعبان ۸۳ء بروز اتوار : مصری قاری اور مصر میں قراءت:</u>

صبح نماز کے بعد استاذ مصری جو مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن میں استاذ تجوید اور مسجد نیوٹاؤن کے امام ہیں اور سفارتخانہ مصر سے ان کی تقرری ہے سے انکے مکان پر ملے بڑی گرمجوشی سے ملاقات ہوئی' مصر میں قراءت و حفظ کی رفتار وہاں کے مشاہیر قراء وغیرہ کے بارہ میں بات چیت ہوئی۔ انہوں نے پاکستان میں حفظ کلام سے بے اعتنائی پر افسوس ظاہر کیا اور بڑی مفید اور مخلصانہ باتیں ہوئیں۔ انہوں نے کہا کہ قراءت کی تاثیر اور رقت انگیزی کیلئے مہارت فن' خوش آوازی وغیرہ کیساتھ خلوص قلب اخلاص اور سوز و گداز بھی ضروری ہے جس سے سامعین کے دل منور اور ذہن مستفید ہوتے ہوں۔ نری فنی قابلیتوں سے سامعین پر قرآنی اعجاز کا اثر نہیں ہوسکتا۔ انکے مصری ہونے کے باوجود اس سوز و گداز کی باتوں سے بے حد متاثر ہوئے۔ انہوں نے میٹھی کی چائے پلائی' جسے استاذ اپنی عربی میں حلبہ کہتے ہیں' انہوں نے اس کے مفید صحت اور منافع کثیرہ کو بیان کیا۔ استاذ مصری نے مصری عوام کے فن قراءت و تلاوت کلام پاک کے ساتھ شغف وانہماک کا بھی ذکر کیا۔

<u>حاجی وجیہہ الدین کی تعزیت:</u> ساڑھے نو بجے حافظ فرید الدین صاحب کے مکان پر فون سے اطلاع دینے کے بعد حاجی وجیہ الدین مرحوم کی تعزیت کے لئے گئے۔ جو کچھ دن قبل مدینہ منورہ کے جنت البقیع میں دفن ہوچکے ہیں۔ مرحوم کے مناقب اور دینی مزایا اور تبلیغی انہماک پر باتیں ہوتی رہیں۔ حاجی صاحب مرحوم علم واہل علم کے قدردان رہے۔ حضرت گنگوہیؒ کے مرید تھے' پھر حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری سے تجدید کی۔ ان کے صاحبزادے حافظ فرید الدین حضرت مولانا بدر عالم صاحب مہاجر مدنی سے بیعت ہیں اور یہ خاندان بے حد دیندار اور متواضع وملنسار

ہے وہاں سے واپس ہوکر برادرم سعید الرحمان اور میں کچھ دیر پٹیل پارک میں ٹہلتے رہے پھر دارالافتاء مدرسہ نیوٹاؤن آئے۔

مفتی محمد شفیع اور مولانا بنوری کی محفل: جہاں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع حضرت مولانا بنوری سے ملنے آئے تھے ان کی عالمانہ گفتگو سے بے حد حظ حاصل ہوتا رہا۔ شام کے شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کے ایک خط اور ان کے شائع کردہ مولانا عبدالحئیؒ لکھنوی کی کتاب الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل کے بارہ میں گفتگو رہی' نیز ادارہ اشاعت التصریح بما تواتر فی نزول المسیحؑ مولفہ حضرت مفتی صاحب کے بارہ میں باتیں رہیں۔ مولانا بنوری نے فرمایا کہ کچھ عرصہ قبل مصر کے ایک صاحب نے عقیدہ نزول مسیح کے تردید میں ایک مقالہ اما سئموا من المسیح (کیا یہ لوگ نزول مسیح سے مایوس نہیں ہوئے) لکھا تو رد میں امام کوثری نے فوراً ایک زوردار کتاب لکھی۔ جس کا نام نظرۃ عابرۃ فی نزول المسیح قبل الاخرۃ رکھا۔ حضرت امام کشمیریؒ نے اس موضوع پر قابل قدر اور بے نظیر کام کیا مگر پھر بھی ایک خلاء باقی تھا جسے شیخ کوثری نے اس کتاب میں پر کردیا ہے۔ فرمایا کہ امام کوثری نے اس کتاب میں مفتی صاحب کے التصریح اور امام کشمیریؒ کے عقیدۃ الاسلام کا بھی کئی جگہ ذکر کیا ہے۔ مفتی صاحب نے ایک عجیب بات فرمائی کہ اس کتاب کے رد میں کتاب کا نام اما سئموا من القیامۃ والاخرۃ (کیا یہ لوگ قیامت اور آخرت سے مایوس نہیں ہوئے) رکھنا چاہیے تھا۔ الزامی لطیفہ خوب رہا۔ شیخ ابوغدہ پچھلے سال ایک تبلیغی سفر کے سلسلہ میں پاکستان آئے تھے تو دارالعلوم تشریف بھی لائے تھے۔ وہاں طلبہ کی طرف سے جلسہ ترحیب میں بندہ نے انہیں ایک طویل ترحیب پیش کیا جس کے جواب میں انہوں نے پون گھنٹہ تک عالمانہ عارفانہ اور مبلغانہ تقریر بھی فرمائی۔ اور پھر دارالعلوم کا پورا معائنہ کیا۔ مفتی صاحب سے میرا اور قاری سعید الرحمٰن صاحب کا بھی تعارف ہوا۔ فرمایا دونوں بزرگ زادے جمع ہوئے ہیں پھر فرمایا کہ وہاں دارالعلوم بھی کبھی آجایئے۔

دوپہر کو جناب اقبال صاحب منظور صاحب کے دعوت میں گئے' ان کا مکان پیرالٰہی بخش کالونی نمبر ۴۸ ہے' یہ حضرات میرے پشاور کی طرف سے رشتہ دار ہیں۔ حاجی الطاف صاحب نے پشاور سے ہمارے آنے کی اطلاع دی تھی۔ وہاں ساڑھے بارہ بجے پشاور میں حاجی الطاف صاحب سے فون پر باتیں ہوئیں' ان کے گھر اور اپنے گھر کے احوال خیریت معلوم ہونے سے بڑا اطمینان ہوا۔

کلفٹن کی سیر: وہاں سے منظور صاحب ٹیکسی لے کر ہمیں سیر کے لئے کلفٹن (ساحلِ سمندر کراچی) لے گئے' راستے میں امریکی سفارتخانہ' میٹروپول ہوٹل' فیریئر ہال' انڈیا سفارتخانہ کی عمارتیں دیکھتے ہوئے کلفٹن کے ساحل پر پہونچے۔ پہلی بار سمندر کی موجیں اور حد نظر تک نیلا سمندر اور پر نیلا آسمان دیکھ کر قدرت وعظمت خداوندی کا احساس ہونے لگتا ہے۔ العظمۃ للہ والقدرۃ لہ تعالیٰ ملکوت السموات ذوالجلال والجبروت۔ سمندر کے ساحل کو حکومت نے ایک بہترین سیرگاہ میں تبدیل کردیا ہے۔ مگر سیاحت کرنے والوں میں مردوزن کے اختلاط اور عورتوں کی ہنگامہ آرائیوں

سے فحاشی' بے حیائی اور بے پردگی کا ایک طوفان ہے جو سمندر کی موجوں کے ساتھ مقابلہ کر رہا ہے۔ بے حیائی اور بے حجابی رنگ و بو کے جلوے ہیں جو ہر طرف اس عظیم کائنات بحر و بر کے خالق کے انقطاع اور بغاوت کے ڈھنڈورے پیٹ رہے ہیں۔ واقعی اباحیت اور شہوانیت کے اس طغیانی میں ایمان اور دل کی حفاظت قبض علی الجمر اور خرط القتاد پر چلنے سے کم نہیں۔

عبداللہ شاہ غازی کا مزار: عصر کی نماز وہاں ساحل پر ایک مسجد میں پڑھی اور ساحل کی اونچی چوٹی پر ایک بزرگ کے مزار پر فاتحہ پڑھی۔ جسے "شیخ عبداللہ شاہ غازی شہید" نامی کسی بزرگ کو منسوب کیا جاتا ہے۔ اور مزارات اور درگاہوں کی طرح یہاں بھی چاروں طرف زائرین کے شرک و بدعات کے مظاہر دیکھ کر روح تڑپ اٹھی۔ افسوس کہ اس کا لازمی نتیجہ بجائے بالیدگی روح کے ژولیدگی روح وانقصاص نفس و خاطر ہی ہوتا ہے۔ بدعات کے اس طوفان فراوانی کو کس طرح روکا جائے۔ جبکہ یہاں آنے والے اکثر خود بدعات و حیوانیت کے ملے جلے سیلاب کے ریلے میں بہہ جاتے ہیں۔ قبر کے چاروں طرف چومنے چاٹنے اور ماتھے ٹیکنے والوں کا ایک جمگھٹا لگا رہا۔ قبر پر برابر پھول وغیرہ چڑھاوے ہو رہے تھے اس سب کچھ کے ساتھ ساتھ نئی تہذیب کے زوارات عورتیں اپنی بے حجابی و بے حیائی کے جلوے بھی چاروں طرف بکھیر رہی تھیں روح کے ساتھ جسم کے انسانی انداز حیا اور عفت کو کچلنے کا پورا سامان موجود تھا۔ اور خود کو وعید نبوی لعن اللہ الزوارات کا مورد بنا رہی تھیں۔ غالباً یہ بات تھی یا میرے اندازے کی غلطی ایک عجیب بات یہ دیکھ کر کہ قبر شمال و جنوب کی بجائے شرقاً و مغرباً تھی گویا میت کے پیر مشرق کی طرف اور چہرہ یا آسمان یا جنوب کی طرف ہوگا۔ سنت کی یہ صریح خلاف ورزی۔ معلوم نہیں کہ یہاں واقعی کوئی بزرگ مدفون بھی ہیں یا ویسے ہی ایک خوش عقیدگی کو حقیقت کی شکل دے دی گئی ہے۔ جیسا کہ اکثر جگہ ایسے وضعی امور اور غلط انتساب کو حقیقت کا رنگ دیا جارہا ہے۔ کلفٹن سے واپسی پر صدر کے کیفی کیانی میں چائے پی وہاں کی چائے پہلے دن سے بڑی پسند آئی تھی۔ آج بھی اسی خاطر یہاں آئے اور پی کر طبیعت میں نشاط اور سرور محسوس ہوا۔ جناب منظور صاحب کو واپس کر کے میں اور سعید الرحمن گھومتے پھرتے رات کو آٹھ بجے نیوٹاؤن پہونچے۔

۶ جنوری ۶۴ء: سعودی عرب کے سفیر شبیلی صاحب سے مولانا بنوریؒ کی معیت میں پون گھنٹہ تک ملاقات رہی۔ مختلف موضوعات پر بات چیت رہی اس سے قبل صبح مولانا ایوب جان بنوریؒ اور مولانا بنوری کے والد حضرت مولانا محمد زکریا بنوری سے ملاقات رہی۔ قاضی احسان احمد شجاع آبادی بھی نیوٹاؤن آئے۔ ان سے بھی ملاقات کا موقع ملا۔

مولانا بنوری کا تعارفی خط: حضرت مولانا بنوری نے سعودی عرب کے سفیر کے نام تعارفی خط لکھا مگر بعد میں خود ہی ساتھ جانے کی زحمت فرمائی اس خط کا متن یہ تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الی حضرة سعادة السفیر حفظه الله ورعاه . السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

یحضر عندسیادتکم عالمان احدهماالاستاذ القاری الحافظ سعید الرحمان خطیب مسجد جامع کبیر فی راولبندی والآخر الاستاذ سمیع الحق بن عالم کبیر مؤسس دار العلوم الحقانیه فی اکوڑہ ختک فی مدیریة بشاور یریدان الحج والزیارة ولکن لوتبرعتم فی التاشیرة با الاقامة بدل الحج والزیارة لفازوا باخذا النقود من البنک وکانا ولکنت من الشاکرین وربما احضر بعد ساعة الی زیارتکم وفی الختام تقبلوا فائق احترامی واطیب تمینانی والسلام علیکم ورحمة الله . مخلصکم محمد یوسف البنوری

تعارفی خط سفارتخانہ لے جانے سے قبل نیوٹاؤن کے علاقہ میں مرکز صحت کے سنٹر میں جانا پڑا اور قرنطینہ کا ٹیکہ لگوانا پڑا۔ اس سلسلہ میں مجھے بڑی پریشانی ہوئی اگر راولپنڈی میں بعض احباب کی توجہ سے فائدہ لے کر یہ کام مکمل کر لیتا تو آسانی ہوجاتی مگر وقت کی تنگی کی وجہ سے موقع نہ ملا یہاں آکر کوشش کی کہ جلد از جلد کوئی سرٹیفکیٹ بنا کر دے دے تاکہ اس کام سے تو اطمینان ہو جائے۔ مگر اس کوشش میں کامیابی نہ ہوئی اور بالآخر کے ایم سی کے اس سنٹر میں پہلا ٹیکہ لگوانا پڑا۔ اب دوسرا ٹیکہ اسی دن دوسرے ہفتہ میں لگانا ہوگا' ہم نے بہت ہی عجلت اور قدرے جلدی کا اصرار کیا مگر انہوں نے کہا کہ اصولاً ہم مجبور ہیں اور ڈبل ڈوز اس لئے بھی ضروری ہیں کہ عراق ایران' سعودی عرب جیسے ممالک میں لاکھوں لوگ مختلف ممالک سے جمع ہوتے ہیں اور ایسے ممالک اور ایسے مقامات کے ٹیکوں میں نرمی نہیں کی جاسکتی۔ بہر حال یہ ان لوگوں کی تدابیر اور سائنسی تہذیب کے کرشمے ہیں' ورنہ اصل مالک تو خدائے بزرگ و برتر ہیں' لا طیرہ ولا عدوی فی الاسلام ۔ ان سب تمام احتیاطی تدابیر کے باوجود بھی ہر سال جن لوگوں کا اجل مسمی پورا ہو چکا ہوتا ہے وہ وہاں اپنی زندگی کے اوقات پورے کر کے خالق سے جاملتے ہیں۔ انسانی تدابیر سے قدرت کے فیصلے کہاں تک ٹل سکتے ہیں' حکمت خداوندی ہے کہ اس سفر عشق و محبت میں قدم قدم پر ابتلاء و آزمائش ہوتی رہی ہے۔ خوف و رجاء کا عالم طاری رہتا ہے' والامر بیدالله وافوض امری الی الله۔

علامہ شبیر احمد عثمانی اور سلیمان ندوی کے مزارات:

ٹیکہ لگانے سے واپسی کے راستہ میں اسلامیہ کالج پڑتا ہے' جس میں حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کا مزار ہے یہ کالج پہلے مولانا کے نام عثمانیہ کالج سے موسوم تھا' مگر یہاں احسان فراموشی کے جو دردناک مظاہرے ہوتے رہتے ہیں۔ اسی جذبہء ناشکری نے اس انتساب کو بھی برداشت نہ کیا۔ اور اب عثمانیہ کالج کا نام بدل دیا گیا ہے۔ کالج کے مغربی جانب ایک گمنام گوشہ میں حضرت علامہ شیخ الاسلام مفسر وقت محدث دوران نمونہ سلف علامہ شبیر احمد عثمانی محوخواب ہیں' قبر مرابیض سے مشید ہے چاروں طرف کالج کی اونچی اونچی عمارتوں میں مادیت کے سیلاب میں بہنے والے غافل قلوب کے نوجوانوں کے قہقہے اور گستاخیاں اپنے سرمستیوں میں مست غالباً اس محسن اعظم بانی پاکستان شیخ

الاسلام کی عظمت واحترام کا کسی کو احساس تک بھی نہیں اس اونچی عظیم بلڈنگ کی بجائے کاش مولانا کسی گورغریبان میں آسودہ خواب ہوتے‘ محسن فراموشی کا ایک حسرت ناک نمونہ سامنے دیکھا۔ مولانا عثمانی کے مزار پر فاتحہ پڑھی دل ان کے عظیم علمی وملی کارناموں کی عظمت سے لبریز تھا۔ مولانا کے تفسیر فوائد القرآن شرح مسلم فتح الملہم اور دیگر علمی مزایا و مساعی کا نقشہ ذہن میں ابھرا۔ سنا تھا کہ علامہ عثمانی کے پہلو میں مورخ اسلام علامہ وقت سید سلیمان ندوی بھی آسودۂ رحمت خداوندی ہیں‘ چاروں طرف مولانا کے اردگرد چار دیواری میں نگاہ ڈالی مگر کوئی دوسرا مرقد نہ پایا حیرانگی ہوئی‘ اتنے میں درمیانی مغربی دیوار سے پھاند کر دیکھا تو دیوار کے اس طرف علامہ ندویؒ کا مرقد نظر آیا۔

مزار کے لوح پر یہ کلمات کندہ تھے: بسم الله الرحمن الرحيم.

كل من عليها فان ويبقى وجه ربك ذوالجلال والاكرام

تاريخ الوصال : ۱۳.۲.۶۹

مفسر ومحدث اعظم ‘ قدسى اساس شيخ الاسلام

۴۹ ۱۹ ۶۹ ۱۳

زاهد پاک فقيه ملک جامع علوم مولانا شبير احمد عثمانى .

امام العلماء المتقين رحمة الله عليه.

۲۱.صفر ۱۳۶۹ مطابق ۱۳/ دسمبر ۱۹۴۹ء روز سه شنبه بمقام بغداد الجديد

<u>لوح مزار حضرت علامه سيلمان ندوى</u>

قضينا عليه الموت

مرقد انور . حضرت علامه سيد سيلمان ندوى عليه رحمة الله تعالىٰ

۷۳ھ ۱۳

كشوده پر به تمنائے عالم باقى. زخاكدان فنارخت زندگى بربست

نشان صاحب عرفان به زيرخاک مجو ببيں كه "تخت سليمان به لاج فردوس است"

ولادت: ديسنه (بهار) جمعه طلوع فجر ۲۳/صفر ۱۳۰۳ھ بمطابق ۲۲/نومبر ۱۸۸۴ء

وفات: كراچى ۱۹۵۳‘ يكشنبه بعد مغرب ۱۳۷۳ھ بمطابق ۲۲/نومبر ۱۹۵۳ء

<u>۷رجنوری ۶۴ء</u> : کراچی کے ممتاز اور وقیع علمی ادارہ مجلس علمی دیکھنے گئے‘ مولانا بنوری کے داماد مولانا محمد طاسین اس کے انچارج ہیں ان سے مفید اور محبتوں سے بھرپور ملاقات رہی ان کے ہاں سے سفر حجاز اور کاروان حجاز برائے مطالعہ لئے‘ وہاں سے مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ دیکھنے گئے جو قریب تھا‘ مدرسہ بند تھا‘ مولانا زکریا(۱) مدرس مدرسہ کے ساتھ

کچھ دیر ٹھہرے۔ اس دن صبح ۹ بجے حبیب بینک حبیب سکوائر میں ۳ سو روپے زرضمانت جمع کرانے گئے۔ مولانا بنوری ساتھ تھے اور مولانا نے میرے نام کا ۱۶ سو روپے کا چیک داخل کرایا۔ ڈیپازٹ کی رسید لے کر سفارتخانہ آئے 'مولانا زین العابدین (۲) پشاور بھی ساتھ تھے۔ تینوں پاسپورٹ سفارتخانہ میں جمع کرائے۔ اب اللہ حافظ ہے گھر سے والد ماجدؒ اور مولانا شیر علی شاہ کے خطوط احوال خیریت اور مدرسہ تعلیم القرآن (حقانیہ ہائی سکول) کی نئی عمارت کی سنگ بنیاد رکھنے کی اطلاع سے بے حد خوشی ہوئی۔ کھڈہ میں مولانا اوکاڑوی پر حملہ کرنے والے مکرانی اور بلوچستانی دو طلبہ بھی دیکھے' مدرسے کا عمومی دارالمطالعہ بھی دیکھا بعد از ظہر صدر ہوتے ہوئے ایئر پورٹ جانے کا اتفاق ہوا۔ یورپین لوگوں کا ایک دوسرے سے ملنے کے وقت مرد وعورت کے سرعام بوس وکنار سے خوش آمدید کے بے شرم مظاہر دیکھنے میں آئے۔ اللہ اکبر اسلامی حکومت کا دارالخلافہ اور یہ مناظر؟

مولانا کا مجلس علمی میں: مجلس علمی کے وقیع کتب خانہ میں بعض کتابوں نے خاص طور پر اپنی طرف کھینچا۔ جن میں دائرۃ المعارف للبستانی' محیط المحیط فرید و جدی کی دائرۃ المعارف الاسلامیہ' جمہرۃ البلاغۃ لابن درید اور ڈاکٹر حمید اللہ کی مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ فی العھد النبویؐ و الخلافۃ الراشدہ' وغیرہ

۸ رجنوری ۶۴ء: نو بجے مولانا بنوری کے ہاں نشست رہی۔ مولانا نے وائٹ جیسمین چائے خود اپنے ہاتھ سے بنا کر پلائی پر لطف چائے پھر مولانا کے ہاتھوں سبحان اللہ۔ تین فنجان میرے حصہ میں آئے۔

دائرۃ المعارف کا مصنف بستانی: علمی گفتگو رہی' فرمایا دائرۃ المعارف کے بستانی سب عیسائیوں میں کٹر متعصب ہیں مگر توحید ورسالت کا بڑا مواد اس میں بھرا ہوا ہے' مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے ضرب الخاتم میں اس کے کئی جگہ حوالے دیئے ہیں۔ معجم المصنفین میں آدم اول کے بعد آدم ثانی یعنی آدم بنوری کے حالات ہیں۔ مجھے سب سے پہلے یہ اطلاع مولانا شیروانی (۳) نے دی تھی جبکہ ابھی کتاب چھپی نہ تھی۔

مزار قائد اعظم: ظہر کے بعد برادرم احمد الرحمٰن (۴) کے ساتھ مسٹر جناح لیاقت علی خان' سردار عبدالرب نشتر کے

---

(۱) حضرت مولانا محمد زکریا کراچی جنہیں ۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں فوج کے ریڈ لائن کو عبور کرنے سے بڑی شہرت ملی' کراچی میں مدرسہ فیڈرل بی ایریا میں ادارہ قائم کیا۔

(۲) پشاور کے جامعہ اشرفیہ کے جید مدرس' بڑے وضعدار اور اللہ والے بزرگ جو وفات پا گئے ہیں۔

(۳) مولانا ابوالکلام آزاد کے ساتھی' مولانا حبیب الرحمٰن شیروانی جن کی دوستی اور علم پر ''غبار خاطر'' شاہد عدل ہے۔

(۴) مولانا مفتی احمد الرحمٰن' مہتمم جامعہ نیو ٹاؤن' میرے ہم سفر قاری سعید الرحمٰن کے چھوٹے بھائی مولانا عبدالرحمٰن محدث کاملپوری کے فرزند۔

مزارات اور مجوزہ مقبرہ کو دیکھا' اتفاق سے اس وقت مقبرہ پر مقبوضہ کشمیر میں موئے مبارک چوری ہونے کے واقعہ پر مظاہرین احتجاج کر رہے تھے اور جلسہ ہو رہا تھا۔ مقبرہ قائداعظم کے پچھلے حصہ میں گئے چار راستے ہیں' چودھری فضل القادر نے کل پھول چڑھائے' ۴ بجے ڈاکٹر عبدالقوی طارق جہانگیروی سول ہسپتال سے آ کر ہمیں سیر و تفریح کے لئے لے گئے' ہڑتال کی وجہ سے اکثر بازار بند تھے' لطف نہ آیا ساڑھے سات بجے رات واپس ہوئے۔

۹/ جنوری ۶۴ء : صبح مولانا بنوری کا خط عبدالقوی حیدر آبادی کے نام لے کر سعودی سفارتخانہ گئے۔ وہ بجائے ۱۴ کے کل ۱۰ جنوری کو ویزا دینے پر آمادہ ہوئے۔ ایک بجہ تک سفارتخانہ کے چکر کاٹنے میں لگے رہے۔

۱۰/ جنوری ۶۴ء : صبح سفارتخانہ گئے۔ خدا خدا کر کے ویزا ملا والحمدللہ۔ اختر حسن صاحب (۱) کو پاسپورٹ مزید کاموں کے لئے دیئے' پھر جیکب لائن میں مولانا احتشام الحق تھانوی کے پیچھے نماز جمعہ پڑھی۔ شعائر اللہ کے ضمن میں حج مناسک حج اور رمضان پر تقریر تھی' بڑا لطف آیا عظیم مجمع تھا' صدر ہوتے ہوئے نیو ٹاؤن آئے مدرسہ کے شعبہ تصنیف میں بیٹھے رہے اخبارات و رسائل اور کئی کتابیں دیکھیں مثلاً ذیل کشف الظنون ج ۲۔

۱۱/ جنوری ۶۴ء : صبح اختر حسن صاحب کے پاس ان کے دفتر گئے جو خود ہمیں کار میں امور سفر کے سلسلہ میں لے گئے' ہمیں اطمینان دلایا کہ دوپہر کو کام مکمل ہو جائے گا۔ واپسی میں گاندھی گارڈن کا چڑیا گھر دیکھا' سیرگاہ کی سیر کی۔ ۵/ بجے ڈرگ روڈ گئے جہاں مسجد قادر محمد علی سوسائٹی کے امام و خطیب مولانا عبدالمالک کی دعوت عشاء میں شرکت کی' جو دارالعلوم حقانیہ کے فاضل ہیں' درس قرآن ہمارے پہونچتے ہی روک دیا' بڑے تپاک سے ملے' واپسی میں بنگلور ٹاؤن میں مولانا ہدایت اللہ صاحب جہانگیروی سے ملاقات ہوئی' وہاں ان کے چھوٹے بھائی ہمارے بچپن کے دوست نابینا حافظ افضال اللہ بھی موجود تھے' بڑی خوشی ہوئی' یہ دونوں حضرت مولانا لطف اللہ صاحب جہانگیرہ کے صاحبزادے ہیں' اور ہمارے پڑوسی جہانگیرہ کے باشندے اور میرے ننھیال کے پڑوسی ہیں۔ مذکورہ الصدر ڈاکٹر عبدالقوی ان کے برادر اصغر ہیں۔ یہ سب جناب قاضی حسین احمد کے فرسٹ کزن ہیں۔

۱۲/ جنوری ۶۴ء : نیو ٹاؤن کے مرکز صحت میں قرنطینہ کی وجہ سے دوسرا ڈوز لیا۔ کل ان شاء اللہ سرٹیفکیٹ ملے گا' دفتر داخلہ گئے اختر حسن صاحب سے ملے' انہوں نے گلوب ٹریول سروس بھی بھیجا' انہوں نے کرنسی کے لئے فارم بھروا کر

---

(۱) الحاج اختر حسن صاحب جو بڑے بڑے عہدوں سے ہوتے ہوئے وزارت داخلہ کے سیکرٹری کے منصب تک پہونچ کر ریٹائرڈ ہوئے اکابر حضرات سے بے حد تعلق رہا اسلام آباد میں جامعہ فریدیہ قائم کیا۔ ریٹائرڈ ہونے پر کراچی جا رہے تھے تو حضرت والد ماجد اور مجھے اسے سنبھالنے کی خواہش ظاہر کی مگر میں نے ذمہ داری سنبھالنے سے معذرت کی۔ انتظام مولانا عبداللہ شہید خطیب لال مسجد کے حوالہ کیا' کراچی کی ڈائری میں ان کا ذکر جگہ جگہ آئے گا' یہ ہر مرحلہ پر ممد و معاون رہے۔

داخل کرائے جس کی قرعہ اندازی ۲۰ جنوری کو ہو رہی ہے' وہاں سے اختر صاحب کے تعارف اور سفارش پر پاسپورٹ آفس گئے' گیارہ روپے کا پوسٹل آرڈر دے کر ارجنٹ طور پر قاسمی صاحب نے اس وقت بحرین کا انڈورسمنٹ کرایا جس کے بغیر وہاں جانا ممکن نہیں تھا۔ ۲ بجے مدرسہ نیوٹاؤن واپس ہوئے۔

مفتی محمد شفیعؒ کا مدرسہ اور ملاقات: ۵ بجے حضرت مفتی محمد شفیع کا مدرسہ دیکھنے لانڈھی گئے مولانا عبدالحفیظ صاحب نے چائے پلائی پھر ان کے ساتھ مولانا اکبر علی صاحب سے ان کے گھر میں ملے جو برادرم قاری سعید الرحمٰن کے استاذ تھے جو مظاہر العلوم سہارنپور کے استاد رہ چکے تھے۔ سات بجے شام مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سے ملاقات ہوئی۔ مدرسہ کے احاطہ میں شاندار مکان تھا۔ مہمان خانہ بھی سجا سجایا تھا مفتی صاحب سے معلوم ہوا کہ انہوں نے عمر بھر میں لاکھ سوا لاکھ تک فتوے لکھے ہیں۔ دیوبند کے زمانے کے فتوے ستر ہزار ہوں گے جس کا کچھ حصہ امداد المفتیین کے نام سے سات آٹھ جلدوں میں شائع ہوا اور ۳۰۔۴۰ ہزار تک فتوے یہاں لکھے گئے' فرمایا پہلے میں بہت تفاصیل سے جواب لکھا کرتا تھا اور بعض مسائل پر تو بہت زوردار لکھا' مگر اب بہت اختصار اور اجمال سے کام لیتا ہوں۔ لاؤڈ اسپیکر میں نماز کے بارہ میں ان کی نئی تحقیق کا دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ پہلے فتویٰ جواز بلا کراہۃ کا تھا مگر اب کی تحقیق کے بعد جواز مع الکراہۃ کا میں نے دیا ہے خلاف اولیٰ ہے۔

تفسیر معارف القرآن: معارف القرآن کے بارہ میں فرمایا کہ ریڈیو پر عمیق علمی مباحث والی آیات یا فرقہ وارانہ پہلو پر بحث کو چھوڑ دیتا ہوں۔ مگر اب کی ترتیب واشاعت کے لئے ان آیات کے علمی مباحث کی تفصیل کر دی ہے' جس کے بعد پوری تفسیر کی اشاعت کا انتظام ہوگا' حضرت مفتی صاحب نے ایک نیا مطبوعہ رسالہ ایک عالم کے ساتھ ایک شام بھی ایک ایک دیا' نماز سے قبل ہم نے رخصت لی اور واپس ہوئے۔

۱۲ جنوری ۶۴ء بروز اتوار: آج مسلح افواج کا دن ہے کیماڑی ہو کر منوڑہ جانا ہوا۔ بندرگاہ دیکھنے کا ایک دوست کے ساتھ پروگرام تھا۔ ملکی اور غیر ملکی جہاز دیکھے کہیں تارپیڈو لگے ہوئے تھے' ڈاکیارڈ ویسٹ وہارف میں جنگی جہاز بھی دیکھے۔ شام کو نیوٹاؤن واپسی ہوئی۔

مولانا عاشق الٰہی: مولانا عاشق الٰہی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ دار التصنیف میں ذیل کشف الظنون ج ۲ اور بعض کتابوں کی ورق گردانی کرتے رہے۔

۱۴ جنوری ۶۴ء: صبح مرکز صحت سے ٹیکوں کا سرٹیفکیٹ لیا۔ پھر بی آئی کمپنی (بحری جہاز کی) گئے' معلوم ہوا کہ ۱۶ جنوری کو جانے والا فل ہے۔ ۲۴ جنوری والے جہاز کے لئے بھی ایک ہزار تک بکنگ ہو چکی ہے' اللہ فضل فرماوے بحرین کے ویزے کے لئے برطانوی سفارتخانہ جا کر فارم داخل کرائے' انہوں نے ۱۶ جنوری کو ویزا دینے کا وعدہ فرمایا۔ مولانا زین العابدین کا فارم بھی جمع کرایا۔ جناب اختر صاحب کے فون پر سٹیٹ بینک گئے عظیم عمارت تھی' لفٹ

میں تیسری منزل جا کر سینئر کنٹرولر بینک سے کرنسی کے سلسلہ میں ملاقات کی' انہوں نے ممکنہ امداد کا وعدہ فرمایا اور ۲۲ تک قرعہ اندازی کا انتظار کرنے کا کہا' نیو ٹاؤن آئے مولانا شیر علی شاہ کا مفصل خط ملا۔

مولانا بنوری کی صاحبزادی کی شادی: مولانا بنوری کی صاحبزادی کی مولانا ایوب جان بنوری پشاور کے لڑکے صاحبزادہ خالد جان سے منگنی کی تقریب میں شرکت کی' بعد از عصر دارالافتاء والتصنیف میں بیٹھے مولانا غلام محمد بی اے مدیر بینات سے ملاقات اور بات چیت رہی۔ مولانا شیر علی شاہ کو خط لکھا۔

۱۵رجنوری ۶۴ء: صبح مولانا بنوری کے ساتھ ان کی بیٹھک میں پر لطف اور معلوماتی مجلس رہی۔

مولانا بنوری کا پہلا حج اور سفر مصر: انہوں نے اپنے پہلے حج کا ذکر کیا اور فرمایا کہ شعبان میں میری شادی ہوئی اور شوال میں حج پر جانا پڑا۔ وہاں سے مصر اور ترکی وغیرہ گیا' مصر میں ایک کتاب فیض الباری شرح بخاری کی طباعت کے سلسلہ میں ٹھہرنا پڑا مگر ہمیں پیسوں کی قلت نہ ہوئی۔ افریقہ سے ہمارے لئے خطوط گئے تھے اور مصر پہونچنے سے قبل خرچ پہونچ گیا تھا' مولانا بنوری صاحب حبیب سکوائر میرے چیک تڑوانے گئے اور ہم اختر حسن صاحب کے ہاں گئے انہوں نے کرنسی کے لئے اپنی کوششوں کا ذکر کیا اور گلوب ٹریول سروس کو دو ٹکٹ بک کرانے کا فون کیا۔ ۲ بجے مولانا بنوری کے ساتھ کار میں ہم دونوں ان کے ایک گجراتی دوست کی دعوت میں شرکت کرنے صدر گئے' پر تکلف کھانے پر خوب علمی مجلس رہی۔

مولانا بنوری کی مصری لہجہ میں گفتگو: مولانا نے مصری استاذ سے مصری لہجہ میں عربی میں پر لطف باتیں کیں۔ مصری عوامی لہجہ پر گفتگو رہی' کھانے میں سموسہ کے بارہ میں علمی لطائف بیان ہوئے' مصری استاد کا اصرار تھا کہ یہ اصل میں سمبوسہ ہے' مولانا فرما رہے تھے کہ تمہارا لفظ محرّف ہے سموسہ لفظ صحیح ہے۔ وجہ تسمیہ سہ موسہ (تین منہ ہیں کہ یہ مثلث کی شکل میں ہے) وہاں سے ساڑھے تین بجے مولانا کے ساتھ واپس ہوئے۔

مفتی ولی حسن: دوپہر کو دارالتصنیف میں مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی سے ملاقات رہی وہ دیوبند میں والد صاحب کے شاگرد رہے ہیں۔ ان سے طحاوی شریف بھی پڑھی ہے' یہاں منکر حدیث پرویز کے بارہ میں گفتگو رہی' انہوں نے رسالہ تکفیر پرویز کا دوسرا مفصل ایڈیشن ہم دونوں کو ایک ایک نسخہ دیا۔ شام کو تفریحاً صدر گئے' کیفے کیانی میں چائے پی جو بہت خوش ذائقہ ہوتی ہے' سفر کے لئے تھرماس خریدا' مولانا شیر علی شاہ صاحب اور حاجی الطاف پشاور کو خطوط لکھے۔

۱۶رجنوری ۶۴ء: حسب معمول مولانا بنوری کے ہاں ناشتہ پر صبح کی مجلس رہی۔

مولانا حبیب اللہ گمانویؒ: حضرت علامہ کشمیریؒ کے شاگرد مولانا حبیب اللہ گمانوی سے بھی ملاقات رہی وہ بھی اس راستہ سے حج کا سفر کرنا چاہتے ہیں (بعد میں ایک ہی جہاز میں ہم شریک سفر رہے) پھر برطانوی سفارتخانہ گئے وہاں کے عملہ کی بیکاری بدعہدی بداخلاقی کی وجہ سے آج بھی ویزا نہ مل سکا۔ حالانکہ وعدہ کیا تھا' ان لوگوں کے ظاہری ٹیپ

ٹاپ پر ہرگز دھوکہ نہیں کھانا چاہیے۔ سور اور شراب کھانے والوں میں کہاں شریفانہ اخلاق آسکتے ہیں۔ ظہر کے بعد پریشانی اور تھکاوٹ کے عالم میں سوئے۔ رمضان المبارک کا چاند نظر آیا' تراویح شیخ مصری کے پیچھے پڑے' سوا دو گھنٹے میں سوا پارہ سنایا' فن قراءت کے لحاظ سے بہترین تلاوت تھی مگر زیادہ وقت لینے کی وجہ سے اکثر لوگ اکتا گئے۔

۱۷ر جنوری ۶۴ء : مولانا زین العابدین اور سعید صاحب سمیت ویزا کے لئے برطانوی سفارتخانہ گئے بحمد للہ بحرین کا ویزہ ہمارے بار بار تحریک وتذکیر سے مل ہی گیا نماز جمعہ نیو ٹاؤن میں شیخ بنوری کے پیچھے پڑھی' صیام رمضان کی وجہ سے پوری مسجد بھر گئی تھی' ظہر کو سوئے' مولانا عبدالماجد دریابادی کا سفرنامہ حجاز پڑھا' افطار مدرسہ نیو ٹاؤن کے خادم خاص حاجی عبداللہ صاحب بلوچستانی کے ہاں ہوا۔ (جن کا بعد میں مکہ مکرمہ میں انتقال ہوا)

۱۸ر جنوری ۶۴ء : صبح امیگریشن مہر لگوانے حبیب سکوائر گئے بحمد للہ دس بارہ منٹ میں یہ کام پورا ہوا۔ وہاں سے بی آئی کمپنی گئے' ٹکٹوں کے لئے نام رجسٹرڈ کروائے' خدا کرے کہ ۲۴ جنوری کے جہاز میں روانگی ہو جائے۔ سفرنامہ حجاز کا مطالعہ جاری ہے جو سفر حج کے لئے مزید مہمیز کا کام دے رہا ہے۔

مولانا عبدالغفور عباسیؒ افطار کے بعد مسجد غفوری گئے تراویح کو جاتے ہوئے حضرت مولانا عبدالغفور عباسی سے راستہ میں ملاقات ہوئی بڑے خوش ہوئے' سینہ سے لگایا پشاور میں حضرت والد ماجد' مولانا شیر علی شاہ' جناب ناظم صاحب اور حاجی کرم الٰہی صاحب سے اپنی ملاقاتوں کا ذکر کیا اور کہا کہ مولانا نے اکوڑہ نہ جاسکنے کی مجبوریوں کو محسوس کیا تھا واپسی میں ٹرام کا پہلی بار تجربہ ہوا۔ میمن مسجد میں تراویح کا دلفریب نظارہ دیکھا واپس ہوئے تو حضرت قاری عبدالحلیم صاحب [1] اور قاری الیاس سے ملاقات رہی جو ملنے آئے تھے۔

۱۹ر جنوری ۶۴ء: والد ماجد مدظلہم کا خط ملا احوال خیریت کے ساتھ یہ بھی لکھا کہ چار پانچ گھنٹہ تک علاقہ اور گاؤں میں برف گری جونئی بات تھی' پشاور سے سسرالی عزیزوں کے خطوط ملے اور جوابات لکھے' مولانا عبدالغفور مدنی نے ۱۱۔۱۲ بجے آنے کا کہا تھا مگر مجبوراً یا سستی کی وجہ سے نہ جاسکے' برادرم عبداللہ کاکا خیل کو مدینہ منورہ خط لکھا

مولانا محمد زکریا بنوریؒ : دارالافتاء میں حضرت بنوری کے والد مولانا زکریا بنوری کیساتھ باتیں ہوتی رہیں جو بے پناہ شفقت اور محبت کرتے ہیں' دیر تک اپنی زندگی کے حالات اور لکھے گئے معاملات اور رسالات کا ذکر کرتے رہے۔ مقالات تصوف کی کتاب ''المبشر ات'' جس کا زیادہ حصہ مقدمہ اور مبادی پر مشتمل ہے' وغیرہ کا ذکر کیا جو سب غیر مطبوعہ ہیں' فی الحال ان کی تالیف محمد مصطفیٰ زیر بحث تھی جو بقول ان کے خطبات مدراس کا چربہ ہے جو انہیں بڑی پسند

---

(۱) قاری صاحب کاکا خیل دارالعلوم حقانیہ سے فارغ ہوئے پھر حقانیہ میں تدریس تجوید کی ذمہ داری سنبھالی' ناچیز نے بھی کسی حد تک ان سے قراءت میں استفادہ کیا' قاری الیاس تاجک ان کے چھوٹے بھائی ہیں' علم قراءت میں ایں خانہ ہمہ آفتاب ہے۔

آئی اور نام کسی قادیانی کی کتاب سے مستعار لی ہے۔ کیونکہ یہ نام حضور ﷺ کی تعریف میں انہیں بہت پسند ہے۔

مولانا حامد: ناظم کتب خانہ مولانا حامد صاحب سے دیر تک باتیں رہیں وہ مدارس عربیہ کے نظام پر گفتگو کر رہے تھے ان کے خیال میں تنزل کی وجہ یہ ہے کہ ذہین لوگ اور کچھ غیر خاندانی افراد اس لائن میں لگ جاتے ہیں۔ جن کا منتہائے پرواز وعروج صرف کسی مسجد کی امامت ہوتی ہے۔ یہ صاحب حضرت مولانا بدر عالم زیلی مدینہ طیبہ کے بھائی ہیں' بار بار اصرار سے کہتے رہے کہ یہاں کے اصلاحات اور ہماری مفید چیزوں کو بالتفصیل دیکھ لیں' تاکہ کام آسکیں مولانا زین العابدین اور سولانا فضل احمد صاحب' صدر مدرسہ عربیہ لکی مروت ملاقات کے لئے آئے جلد ٹکٹ کے حصول میں کسی ذریعہ سے مدد کا وعدہ فرمایا' بعداز ظہر بھی ان حضرات کے ساتھ مجلس رہی۔

مفتی جمیل خان شہید کے والد: ڈھائی بجے حاجی عبدالسمیع پشاور سے ان کے صاحبزادے محمد جمیل خان کے ساتھ ملنے گئے یہ حضرات میرے پشاور کے سسرالی عزیزوں میں سے ہیں' مکان نیوٹاؤن کے مسجد سے قریب تھا۔

کراچی حج کیمپ کی حالت زار: سواتین بجے قاری سعید اور مولانا منظور احمد چنیوٹی سمیت حج کیمپ جانا ہوا۔ پولیس کھڑی تھی اور کیمپ کو جیل خانہ بنا رکھا تھا اجازت لیکر اندر گئے عمارت نامناسب تھی۔ لوہے کے چادروں سے ڈربے جیسے بنا کر حاجیوں کو اس میں دھکیل دیا گیا ہے اکثر حاجی باہر خیموں اور راستوں میں پڑے ہوئے ہیں درمیاں میں ایک مختصر سا چبوترہ مسجد کے طور پر استعمال ہو رہا تھا جو بالکل ناکافی تھا۔ وضو اور غسل وغیرہ کا انتظام بھی غیر معقول تھا ایک ٹنکی والی لاری سے حاجی پانی لے رہے تھے اور بھیڑ لگی تھی بعض حاجی حضرات تو کھلے میدان میں بسترے ڈالے ہوئے تھے۔ مرد وزن کا اختلاط پردے کا نظام ناپید یہ سب حکومت کی مذہب سے کھلی بے اعتنائی کا کھلا ثبوت ہے سنا ہے کہ تھوڑے عرصہ میں یہ کیمپ تین جگہ تبدیل ہوتا رہا کیمپ میں تبلیغی حضرات نے قبل از عصر گشت کیا اور لوگوں کو نماز میں شرکت کی دعوت دی بعداز نماز اکثر مسجد سے نکل آئے اور چند ہی تبلیغی حضرات کے تقاریر سننے بیٹھے رہے اکثر سفر کی اہمیت سے بے خبر نمازوں سے غافل فضول مشاغل اور اکل وشرب میں منہمک تھے معلوم ہوا کہ بعض خیموں میں تو ریڈیو بجا کر دل بہلاتے ہیں۔ ہمارے حاجی مظاہر صاحب بجنوری تاجر چائے ہمارے خسر محترم پشاور کے حاجی کرم الٰہی صاحب کے تجارت کو کراچی میں دیکھتے ہیں بار بار دعوت اور اصرار پر آج لینے آئے قاری سعید الرحمان احمد الرحمان، مولانا منظور احمد چنیوٹی کو بھی ساتھ لیکر ان کے مکان پیر الٰہی بخش کالونی گئے پر تکلف افطار وطعام کا انتظام تھا۔ مغرب ساتھ والی مسجد میں پڑھی ۲ بجے ان سے، واپس ہوئے تراویح قاری سعید کے پیچھے یادگار آزادی پارک ظفر شاہ ٹاور کے لان میں پڑھی طیب مسجد زیر تعمیر تھی۔

مصری استاذ کے ہاں مجلس قرات: بعداز عشاء استاذ مصری قاری کے ساتھ ان کے مکان میں نشست رہی۔ قاری الیاس قاری عبدالحلیم حقانی قاری سعید اور پھر قاری مصر نے تلاوت کی قاری مصر نے انتہائی محبت وحسن اخلاق

سے خشیف سے تواضع کی جو ایک مصری مشروب ہے زبیب تمر اور تین وغیرہ کا بہترین حلوہ کھلایا۔

تفضلوا کا ایک لطیفہ: کچھ دیر بیٹھ کر ان کے آرام کے خیال سے رخصت لینی چاہی تو ایک لطیفہ بن گیا۔ ہوا یہ کہ ہمارے اجازت لینے پر انہوں نے فرمایا تفضلوا۔ ہم سمجھے کہ ان کی خواہش تفضلوا سے مزید بیٹھنے کی ہے ہم دوبارہ جم کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر پھر یہ صورتحال ہوئی اور تیسری بار پھر یہ عقدہ کھلا کہ تفضلوا سے ان کی مراد اجازت دینا تھا مگر ہم اسے برائے مہربانی مزید ٹھہرنا سمجھ رہے تھے۔ مجلس میں مسجد طیبہ کے امام وخطیب مولانا شجاع الملک بھی تھے انہوں نے کہا کہ میں نے آپ کے والد ماجد سے دیوبند میں ہدایہ اولین پڑھی ہے۔ شیخ بنوری سے قبل العصر دو چار منٹ کی ملاقات ہوئی عصر کی نماز ہم نے حج کیمپ میں حجاج کرام کے ساتھ پڑی بڑا روح پرور ماحول تھا۔

۲۰ جنوری پیر ۴ رمضان المبارک: صبح نو بجے سعودی سفارتخانے گئے۔ کل انہوں نے شہادۃ الاعفاء دینے کا وعدہ فرمایا تھا (جو بہت سے سفری قواعد اور پابندیوں اور ٹیکسوں سے معافی کا سرٹیفکیٹ ہوتا ہے) آج انہوں نے دوسرے فوٹو کا مطالبہ کر دیا جو ہمارے ساتھ موجود تھا تھوڑی دیر بعد شہادۃ الاعفاء کی دو دو کاپیاں بند لفافے میں دیدیں۔ یہ ایک خصوصی اعزاز ہے سفارتخانہ کی طرف سے مولانا بنوری کی معیت میں ملاقات کے وقت سعودی سفیر شبیلی صاحب نے یہ وعدہ فرمایا تھا پھر ان کے جانے کے بعد مولانا نے فوزان صاحب کو یاددہانی کرائی اس شہادۃ سے داخلہ ریاست کا قرنطینہ اور تقریباً ۷۰ ریال بھی معاف ہو جاتے ہیں مگر بڑی سہولت یہ کہ وہاں سفری نقل وحمل میں پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ آج سفارتخانہ کے عملہ کا رویہ بھی نرم اور شریفانہ تھا مولانا زین العابدین موجود نہیں تھے نہ ان کا فوٹو تھا اب ان کا کل ملے گا یہاں دفاتر کا ہر ہر لمحہ مشکلات سے خالی نہیں کرنسی کے قرعہ اندازی کا اعلان تھا ہم بھی سٹیٹ بنک کے شاندار عمارت گئے لفٹ اور خودکار بجلی کی سیڑھیاں سائنسی ترقی کی گواہی دے رہی تھیں بظاہر سہولت مگر اس سائنسی ترقی نے انسان کے جوارح واعضاء کے ساتھ اس کا قلب وفکر بھی مفلوج بنا کر رکھ دیا ہے پانچویں منزل میں بنک کی شاندار لائبریری دیکھی درخواست والوں کا ہجوم تھا انہوں نے پھر کل پر ٹرخایا کہ بنگال میں بلووں کے وجہ سے وہاں کا کوٹہ نہیں آیا اب کل قرعہ اندازی ہوگی۔

مولانا فضل احمد کی مروت:

ٹکٹ کے سلسلہ میں کل مولانا فضل احمد صاحب سے میمن مسجد میں ملنے کا وعدہ تھا وہاں پہنچ کر ظہر کی نماز پڑھی مولانا زین العابدین بھی آ گئے مولانا فضل احمد صاحب ٹکٹ کے سلسلہ میں دوڑ دھوپ میں لگے ہوئے تھے خدا کرے کامیابی ہو جائے کچھ دیر مسجد سے باہر لان میں آرام کیا ۴ بجے بارش شروع ہوئی نیو ٹاؤن تک راستہ بارش میں طے کیا موسم عجیب ہو گیا بہار کی سی خنکی ہوا میں پیدا ہو گئی۔

مولانا عباس مدنی کے ساتھ تراویح اور مجلس ذکر میں:

افطار اور نماز مغرب کے بعد غفوری مسجد گئے مولانا عبدالغفور مدنی کے ساتھ تراویح پڑھی۔ حافظ نے تین پارے سنائے دس بجے ان کے بھتیجے نے ان کے ساتھ ملایا بڑے خوش ہوئے۔ منبر پر تشریف فرما ہوئے ہم بالکل سامنے ہی بیٹھ گئے گلاس کا بقیہ پانی پینے دیا منبر پر بھی چند بار خصوصی توجہ کے جملے ادا فرمائے۔ ثناخواں مدینہ جمیل صاحب نے مدینہ کے بارہ میں پراثر نظم پڑھی پھر مولانا نے وظائف اذکار کے ساتھ پچاس ساٹھ آدمیوں کو بیعت فرمایا بیعت کی ضرورت وحقیقت پر خطاب فرمایا اور عجیب وغریب دعائیں ہوئیں مراقبہ بھی ہوا کافی مجمع تھا۔ جاتے وقت حضرت نے تاکید کی کہ کل شام افطاری کیلئے یہاں غفوری مسجد میں حاضر ہوں رات ساڑھے گیارہ بجے غفوری مسجد سے واپس ہوئے۔

۲۱ جنوری منگل ۵ رمضان المبارک: صبح حضرت مولانا بنوری کے درس قرآن میں شرکت کی آیات کے ضمن میں صفات مختصہ ربانی اور نفی عن ماسوٰی اور اختصاص علم وغیرہ زیر بحث رہے۔

مولانا محمد شریف جالندھری:

درس کے بعد مولانا محمد شریف[1] ابن مولانا خیر محمد صاحب سے ملاقات ہوئی جو خیر المدارس میں ہمارے قاری سعید الرحمان کے استاذ رہ چکے ہیں انہوں نے میرا تعارف کرایا انہوں نے حضرت والد ماجد سے اپنی پہلی ملاقات کا ذکر کیا اور کہا کہ مولانا دیوبند سے جالندھر مدرسہ کے امتحانات کے لئے تشریف لائے تھے۔ مولانا عبدالشکور صاحب مرحوم جن کا مدینہ میں انتقال ہوا تھا وہ بھی ان کے ساتھ تھے ان حضرات نے مدرسہ کے امتحانات لئے۔ مولانا زین العابدین کا شہادۃ الاعفاء حاصل کیا۔ مولانا فضل احمد صاحب سے میمن مسجد میں ملاقات کی ٹکٹ کے سلسلہ میں لگے رہے پی آئی کمپنی آئے مگر کام نہ ہوسکا

مولانا عبدالغفور مدنی کی صحبت میں:

افطار کیلئے حسب وعدہ مولانا عبدالغفور مدنی کے ہاں غفوری مسجد گئے پھر ان کے ساتھ کار میں ایک دعوت میں شرکت کرنے گئے افطار اور دعوت میں مولانا مدظلہ کے پہلو میں بیٹھنے اور ان کے بار بار توجہ کا شرف بھی حاصل ہوتا رہا۔ دعوت کے بعد میزبان اور ان کے عزیز واقارب بیعت ہوئے مولانا نے امر بالمعروف بیعت وغیرہ پر پراثر خطاب کیا مولانا نے اعفاء اللحیۃ اور ترک منکرات پر بلاخوف لومۃ لائم بے حد زور دیا اور حاضرین سے وعدہ لیا وہاں سے کار میں جیکب لائن گئے۔ مولانا احمد الرحمان کو نیوٹاؤن اتارا

---

(۱) مولانا خیر محمد صاحب کے فرزند اور خیر المدارس کے موجودہ مہتمم مولانا محمد حنیف جالندھری کے والد ماجد

مولانا احتشام الحق تھانوی: مولانا احتشام الحق کے پیچھے تراویح پڑھی نماز کے بعد ملاقات ہوئی فرمایا چلئے گھر تھوڑی دیر بیٹھتے ہیں ڈیڑھ گھنٹہ ان کے ساتھ نشست رہی چائے اور پان کا دور چلا کافی حضرات تھے نئے روشنی کے ایڈیٹر وغیرہ بھی تھے سیاسیات اور خود رجال سیاست پر گفتگو رہی۔ چودھری خلیق الزمان مسٹر جناح خواجہ ناظم الدین مجید نظامی وغیرہ زیر گفتگو آئے۔ خواجہ عزیز الحسن مجذوب کا پرسوز کلام مولانا نے مزے لیکر سنایا۔ شمع خاک کا ڈھیر ہوا۔ الخ مولانا کو منزل سنانے میں جگہ جگہ تشابہ ہو جاتا تھا فاتح بار بار فتح دیتے پھر بھی مولانا کی خوش آوازی اور سوز و درد سے بھر پور لہجۂ تلاوت کے وجہ سے لوگوں کا ہجوم رہتا ہے۔ ساڑھے گیارہ بجے واپس آکر راحت ولطف کے بستروں پر قبضہ جمانے سے زحمت وکلفت دور ہوئی۔

۲۲ جنوری بدھ ۶ رمضان المبارک: صبح پی آئی کمپنی جانا ہوا۔ ٹکٹ نہ ملا جدوجہد جاری رہا سٹیٹ بنک گئے کرنسی کے ریزلٹ میں نام نہ نکلا۔ ندوی صاحب کنٹرولر بنک سے ملے انہوں نے کل دس دس پونڈ کرنسی کا وعدہ کیا بڑے خوش اخلاق شخص ہیں۔ اختر صاحب سے بھی ملے انہوں نے کہیں سے قیمتاً بازار سے پونڈ مہیا کرنے کا وعدہ کیا

سفر عشق ہے مذاق نہیں:

بعد از عصر مولانا بنوری ملے اور احوال پوچھے عرض کیا تو فرمایا یہ سفر عشق ہے مذاق نہیں استقامت کی ضرورت ہے۔

۲۳ جنوری جمعرات ۷ رمضان المبارک: صبح سویرے پی آئی کمپنی جا کر لائن میں کھڑے ہوئے۔ ۹ بجے نمبرون کے ترتیب سے ٹکٹ شروع ہوئے ہمارے نمبرات رجسٹریشن نمبر ۷۰۲، ۷۰۳ تھے چٹ ملا اور بالآخر اللہ کے فضل سے ساڑھے بارہ بجے ٹکٹ ملا ہم دونوں نے بحرین تک ریٹرن ٹکٹ خریدا اس طرف سے بمعہ چارپائی اور واپسی ڈیک (عرشہ) کا تھا۔ سٹیٹ بنک حسب وعدہ دس پونڈ کے حصول کیلئے گئے مگر فاروقی صاحب نے معذرت کی اور کل آنے کا کہا ضروری سفری اشیاء خریدے تاج کمپنی کے چھوٹے سائز کے اسی نسخے خریدے تاکہ بوقت ضرورت حرمین میں کام آسکیں۔ مولانا بنوری کے دعوت افطار میں کام کی کثرت کی وجہ سے بروقت نہ پہنچ سکے بعد از شام ان کے ہاں گئے منتظر تھے ان کے ساتھ کھانا کھایا خوب مجلس رہی روانگی کی باتیں ہوتی رہیں قبل از عشاء صدر جا کر احرام خریدا گھر کو والد صاحب اور برادران کو روانگی کی اطلاع دی رات گئے پشاور حاجی الطاف سے فون پر بات کی اہل بیت کے احوال خیریت سے خوشی ہوئی۔

نوٹ: ''الحق'' کا سالانہ چندہ حسب سابق -/200 روپے ہے جبکہ وی پی خرچ -/13 روپے ہوتا تھا۔ اب جبکہ حکومت نے ڈاک خرچ میں مزید -/50 روپے اضافہ کیا گیا ہے۔ لہٰذا از راہ کرم وی پی -/223 روپے کی بجائے -/263 روپے ادا کر کے وصول فرمائیں۔ (ادارہ)